امیرِ اہلِ سنّت دامت برکاتہم العالیہ کی کتاب

"عاشقانِ رسول کی 130 حکایات مع مکے مدینے کی زیارتیں"

سے لئے گئے مواد کی پانچویں قسط

حاجیوں کے واقعات

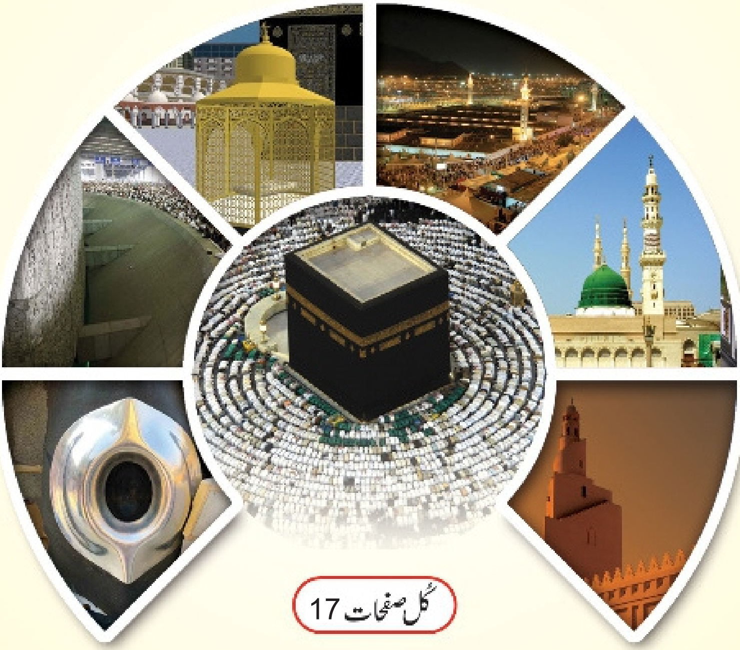

کُل صفحات 17

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی، حضرتِ علّامہ مولانا ابوبلال

محمد الیاس عطّار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

یہ مضمون ''عاشقانِ رسول کی 130 حکایات'' کے صفحہ 68 تا 84 سے لیا گیا ہے۔

حاجیوں کے 10 واقعات

دُعائے عطّار

یاربَّ الْمُصطفٰے! جو کوئی رسالہ ''حاجیوں کے واقعات'' کے 17 صفحات پڑھ یا سُن لے اُس کو بار بار حج و زیارتِ مدینہ سے مُشرّف فرما۔ اٰمین بجاہِ النَّبیِّ الْاَمین صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم

دُرود شریف کی فضیلت

شَہَنْشاہِ اَنام علیہ السّلام کا سلام اپنے ایک غلام کے نام

حضرتِ سیِّدُنا ابوالفضل ابنِ زِیرَک قُومَسانی قُدِّسَ سِرُّہُ الرَّبَّانِی فرماتے ہیں: میرے پاس خُراسان سے ایک عاشقِ رسول آیا اور کہنے لگا: اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ میں مسجدُالنَّبَوِیِّ الشَّریف علٰی صَاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام میں سویا ہوا تھا کہ جنابِ رسالت مآب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مجھ پر خواب میں کرم فرمایا: لبہائے مبارکہ وا ہوئے، رحمت کے پھول جھڑنے لگے اور الفاظ کچھ یوں ترتیب پائے: جب تو ھَمَذان جائے تو ابوالفضل ابنِ زِیرَک کو میرا سلام کہنا۔ میں عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم! ان پر اس کرم کی وجہ؟ فرمایا: ''وہ روزانہ 100 بار مجھ پر دُرودِ پاک پڑھتا ہے۔'' سیِّدُنا ابوالفضل رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: پھر وہ خُراسانی (مجھ سے) کہنے لگا: مجھے بھی وہ دُرودِ پاک بتا دیجیے (جس کا آپ ورد کرتے ہیں) تو میں نے اسے بتایا کہ میں روزانہ 100 یا اس

سے زیادہ مرتبہ یہ دُرُودِ پاک پڑھتا ہوں: **اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ جَزَی اللّٰہُ مُحَمَّدًا عَنَّا مَاھُوَ اَھْلُہٗ۔**

اُس عاشقِ رسول نے یہ دُرُودِ پاک مجھ سے سیکھ لیا اور قسم کھا کر کہنے لگا: میں آپ کو جانتا تھا نہ آپ کا کبھی نام سنا تھا، آپ کے بارے میں مجھے نبیِّ کریم صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ہی بتایا۔ حضرتِ سیِّدُنا ابوالفضل ابنِ زِیْرَک رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: میں نے اُس خوش نصیب عاشقِ رسول کو تحفہ پیش کیا تا کہ اپنے پیارے آقا صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بارے میں کچھ مزید اُس سے سنُوں، لیکن قبول کرنے سے انکار کرتے ہوئے وہ بولا: میں سلطانِ انبیائے کرام، رسولِ ذی احترام صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا مبارک پیغام پہنچانے کا کوئی دُنیوی بدلہ نہیں چاہتا۔ اس کے بعد اُس عاشقِ رسول کو میں نے دوبارہ کبھی نہ دیکھا۔

(تاریخ الاسلام للذھبی ج ۳۲ ص ۶۳)

﴿۵۲﴾ والدِ مرحوم پر جنگل میں کرم بالائے کرم

حضرتِ سیِّدُنا سُفیان ثَوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوِی فرماتے ہیں: ''میں نے دورانِ طواف ایک عاشقِ رسول کو ہر قدم پر حُضُور نبیِّ پاک، صاحِبِ لولاک، سیّاحِ اَفلاک صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر **دُرُودِ پاک** پڑھتے ہوئے دیکھا تو پوچھا: ''بھائی! ''**سُبْحٰنَ اللّٰہِ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ**'' کے بجائے صِرف دُرُودِ پاک پڑھے جانے میں کیا راز ہے؟'' تو اُس نے میرا نام دریافت کیا، پھر کہا: میں اپنے والِدِ گرامی کے ساتھ حجِّ **بیتُ اللّٰہ** کے لئے چلا، اَثنائے سفر (یعنی

سفر کے دَوران) والِد بزرگوار شدید بیمار ہو گئے، ہم ایک مقام پر ٹھہر گئے۔ علاج مُعالَجہ کیا مگر قضائے الٰہی سے وہ وفات پا گئے، یکا یک اُن کا چِہرہ سیاہ اور آنکھیں تِرچھی ہو گئیں اور پیٹ بھی پُھول گیا۔ یہ دیکھ کر میں گھبرا گیا اور روتے ہوئے پڑھا: ’’ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ ‘‘[1] میں نے مرحوم کے چہرے پر چادر اُڑھا دی۔ اِسی پریشانی کے عالَم میں مجھے نیند نے آگھیرا، میں نے خواب میں اِنتہائی صاف سُتھرے لباس میں ملبوس ایک حُسن و جمال کے پیکر مُعَطَّر مُعَطَّر بُزُرگ کی زیارت کی، ایسا صاحِبِ حُسن و جمال میری آنکھ نے کبھی نہیں دیکھا تھا اور ایسی خوشبو بھی میں نے کبھی نہیں سونگھی تھی، وہ میرے والِدِ مرحوم کے قریب تشریف لے آئے، چادر ہٹائی اور اپنا نورانی ہاتھ اُن کے چِہرے پر پھیرا۔ دیکھتے ہی دیکھتے مرحوم کے چِہرے کی سیاہی نُور میں تبدیل ہو گئی، آنکھیں اور پیٹ بھی دُرُست ہو گئے، جب وہ نُورانی بُزُرگ واپَس جانے کے لئے پلٹے تو میں اُن کے دامن سے لپٹ گیا اور عرض کی: ’’آپ کون ہیں؟ جن کے سبب **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے میرے والِدِ مرحوم پر اِس ویرانے میں یہ احسان فرمایا ہے۔‘‘ فرمایا: ’’کیا تم مجھے نہیں پہچانتے؟ میں **صاحِبِ قراٰن محمّد بن عبدُ اللّٰہ** (صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) ہوں، تمہارے والِد گنہگار تھے لیکن مجھ پر کثرت سے **دُرُودِ پاک** بھیجتے تھے، جب یہ اِس تکلیف میں مُبتَلا ہوئے تو مجھ سے فریاد کی تھی اور بے شک جو

[1] ترجَمۂ کنز الایمان: ہم **اللہ** کے مال ہیں اور ہم کو اُسی کی طرف پھرنا۔ (پ ۲، البقرۃ: ۱۵۶)

مجھ پر کثرت سے دُرُودِ پاک پڑھتا ہے میں اُس کی فریاد رَسی کرتا ہوں۔" پھر میری آنکھ کُھل گئی، میں نے دیکھا کہ حقیقت میں بھی میرے والِدِ مرحوم کے چِہرے پر نُور پھیلا ہوا تھا اور پیٹ بھی اپنی اصلی حالت پر آچکا تھا۔(مُلَخَّص از تفسیرِ رُوحُ البیان ج۷ ص ۲۲۵) **اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رَحمت ہو اور اُن کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔**

اٰمِین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

دنیا و آخرت میں جب میں رہوں سلامت پیارے پڑھوں نہ کیوں کر تم پر سلام ہر دَم

لِلّٰہ اب ہماری فریاد کو پہنچئے ! بے حد ہے حال اَبْتَر تم پر سلام ہر دَم (ذوقِ نعت)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۵۳﴾ اپنے آقا سے پہلے طواف نہیں کروں گا

محبوبِ ربِّ غنی، آقائے مکّی مَدَنی صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے صُلحِ حُدَیبیہ کے موقع پر حضرتِ سیِّدُنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ کو اپنا سَفیر بنا کر مکّۂ مکرَّمہ زادَھَا اللہُ شَرَفًاوَّ تَعْظِیْمًا بھیجا کہ کُفّار سے مُذاکرات کریں کیونکہ ان لوگوں نے یہ طے کیا تھا کہ اِس سال شاہِ خیرالانام صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالٰی عنھم کو مکّۂ مکرَّمہ زادَھَا اللہُ شَرَفًاوَّ تَعْظِیْمًا میں داخِل نہیں ہونے دیں گے۔ حضرتِ سیِّدُنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ حرمِ کعبہ پہنچے تو انہیں بتایا گیا کہ اِس سال آپ لوگ حج نہیں کر سکتے۔ کُفّارِ مکّہ نے حضرتِ سیِّدُنا عثمانِ غنی رضی

اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا: چونکہ آپ یہاں آ گئے ہیں، اِس لئے چاہیں تو **طواف** کر لیجئے۔ حضرتِ سیِّدُنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے نبی مکّی مَدَنی صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بِغیر **طواف** کرنا گوارا نہ ہوالہٰذا فرمایا: ''مَا کُنْتُ لِاَفْعَلَ حَتّٰی یَطُوْفَ بِہٖ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وسلَّم۔ یعنی میں اُس وَقْت تک طوافِ کعبہ نہیں کروں گا جب تک **رسولُ اللہ** صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم طواف نہ کرلیں۔'' (مسند امام احمد بن حنبل ج٦ ص٤٨٩ حدیث١٨٩٣٢) **اللہ** عَزَّوَجَلَّ **کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔** اٰمِین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

اللہ سے کیا پیار ہے عثمانِ غنی کا
محبوبِ خدا یار ہے عثمانِ غنی کا (ذوقِ نعت)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿٥٤﴾ 20 پیدل سفرِ حج

راکبِ دوشِ مصطفٰے، سیِّدُ الْاَسْخِیاء، برادرِشہیدِ کربلا، جگر گوشۂ فاطمہ، دلبندِ مُرتَضٰی، سیِّدُنا امام **حسن مُجتَبٰی** رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ فرمایا: میں بَہُت شرمندہ ہوں، آہ! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے کس طرح ملاقات کروں گا! افسوس! اُس کے پاک گھر (یعنی کعبۂ مُشرَّفہ) تک کبھی پیدل چل کرنہیں آیا۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ 20 بار **مدینۂ منوَّرہ** زادَھَا اللہُ شَرَفًاوَّ تَعْظِیْمًا سے **مکّۂ مکرَّمہ** زادَھَا

اللّٰہُ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا حج کے لیے پیدل آئے۔ منقول ہے: ایک مرتبہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خانۂ کعبہ کا طواف کیا پھر مقامِ ابراھیم پر دو رَکعت نَماز واجبُ الطّواف ادا کی پھر اپنا رُخسارِ مبارَک مقامِ ابراھیم پر رکھ دیا اور زار وقِطار روتے ہوئے اِس طرح مُناجات کی: ''اے میرے ربِّ قدیر عَزَّوَجَلَّ! تیرا حقیر بندہ تیرے دروازے پر حاضِر ہے،'' تیرا بھکاری تیرے دروازے پر حاضِر ہے، تیرا مسکین بندہ تیرے دروازے پر حاضِر ہے، انہی الفاظ کو بار بار دہراتے اور روتے رہے۔ اس کے بعد مسجدُ الحرام سے باہَر تشریف لائے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گزر چند مسکینوں کے پاس سے ہوا جو بیٹھے (صَدَقے کی) روٹیوں کے ٹکڑے کھا رہے تھے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو سلام کیا، جوابِ سلام کے بعد انہوں نے کھانے کی دعوت دی، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بِلا تکلُّف اُن کے دستر خوان پر بیٹھ گئے اور فرمایا: اگر یہ روٹیوں کے ٹکڑے صدقے کے نہ ہوتے تو آپ حضرات کے ساتھ کھانے میں ضَرور شرکت کرتا، مگر ہم آلِ رسول کیلئے صَدَقہ حرام ہے۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان مسکینوں کو اپنی قِیام گاہ پر ساتھ لے آئے اور سب کو عمدہ کھانا کھلایا، پھر رخصت ہوتے وَقت سب کو دِرہم بھی عِنایت فرمائے۔ (المستطرف ج ۱ ص ۲۳)

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔

اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

وہ حَسَن مُجتبٰی سیِّدُ الاَسْخِیا
راکِبِ دَوشِ عزّت پہ لاکھوں سلام (حدائقِ بخشش)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۵۵﴾ آقا کے ساتھ بارِش میں طواف کی سعادت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بارِش میں طواف کی بھی کیا بات ہے! حضرتِ سیِّدُ نا ابو عِقال رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں: حضرتِ سیِّدُ نا **اَنَس** بن مالِک رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ساتھ میں نے **بارش میں طواف** کی سعادت حاصل کی، جب ''مقامِ ابراھیم'' پر ہم دو رَکعت ادا کر چکے تو حضرتِ سیِّدُ نا اَنَس رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: نئے سِرے سے **عمل** کرو بے شک تمہارے گناہ بخش دیئے گئے ہیں، **سرکارِ مدینہ** صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ہم سے اِسی طرح فرمایا اور ہم نے **رسولُ اللّٰہ** صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ساتھ **بارِش میں طواف کا شَرَف حاصِل کیا۔** (ابنِ ماجہ ص۵۲۴ ج۳ حدیث۳۱۱۸)

آج ہے رُوبرو مِرے کعبہ سلسلہ ہے طواف کا یاربّ
اَبْر برسا دے نور کا کہ لوں بارِشِ نور میں نہا یاربّ (وسائلِ بخشش ص۸۷)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

مسجد خیف مسجد جن مسجد جعرانه مسجد نمره مسجد غمامه مسجد جمعه مسجد شیخین مقام ابراھیم حجر اسود غار ثور غار حرا جبل احد محراب نبوی منبر رسول

﴿۵۶﴾ مجھے حَرَم شریف میں لے چلو

حضرتِ مولانا عبدُ الحق اِلٰہ آبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الہادِی ہند کے باشِندے اور جلیلُ القدر عالِمِ دین تھے، چالیس سال سے زائد مکّۂ معظّمہ میں قِیام پذیر رہے۔ اِلتِزاماً (ضَرور) ہر سال حج کرتے۔ ایک سال زمانۂ حج میں آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ بَہُت علیل اور صاحبِ فِراش (یعنی بیمار ہو کر بستر پر پڑے) تھے، (ذُوالحِجَّۃِ الحرام کی) نویں تاریخ اپنے تلامِذہ (یعنی شاگردوں) سے کہا: ''مجھے حرم شریف میں لے چلو!'' کئی آدمی اُٹھا کر لائے کعبۂ معظّمہ کے سامنے بٹھایا، زمزم شریف منگا کر پِیا اور دُعا کی کہ ''الٰہی (عَزَّوَجَلَّ) حج سے محروم نہ رکھ۔'' اُسی وقت مولیٰ تعالیٰ نے ایسی قوّت عطا فرمائی کہ اُٹھ کر اپنے پاؤں سے عَرَفات شریف گئے اور حج ادا کیا۔ (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت حصہ۲ ص۱۹۸ ملخصاً)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر یقینِ محکم ہو تو بے شک آبِ زم زم پینے کے بعد جو دُعا مانگی جائے قبول ہوتی ہے اور کیوں نہ ہو کہ فرمانِ مصطفٰے صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: ''زم زم جس مُراد کیلئے پیا جائے اُسی کیلئے ہے۔''

(ابن ماجہ ج۳ ص۴۹۰ حدیث ۳۰۶۲)

یہ زم زم اُس لئے ہے جس لئے اس کو پئے کوئی
اِسی زم زم میں جنّت ہے اِسی زم زم میں کوثر ہے (ذوقِ نعت)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۵۷﴾ حَلْق میں سُوئی چُبھنے کا زم زم سے علاج ہو گیا

حمزہ بن واصِل اپنے والِد گرامی سے نَقْل کرتے ہیں: حرمِ محترم میں ایک آدمی نے ستّو کھائے، اُس میں سُوئی تھی جو کہ حَلْق میں چُبھ گئی اور اُس کی جان پر بن گئی، لاکھ جتن کرنے کے باوُجُود آرام نہ ہوا، اُس نے کراہتے ہوئے کہا: میرا آخِری علاج **زم زم** ہے مجھے **آبِ زم زم** پلاؤ **اِنْ شَآءَ اللّٰہ** میں ٹھیک ہو جاؤں گا۔ چُنانچِہ اُسے **آبِ زم زم** پلایا گیا، **اَلْحَمْدُ لِلّٰہ** عَزَّوَجَلَّ **آبِ زم زم شریف** کی بَرَکت سے اُسے **صحّت مل گئی۔** راوی کہتے ہیں: میرے والِد صاحِب نے اُس آدمی کو کئی دن بعد حرم شریف میں دیکھا کہ وہ پُرسکون اور مکمّل صِحّت یاب ہے۔ (شفاء الغرام ج ۱ ص ۳۳۸)

میں مکّے میں جا کر کروں گا طواف اور
نصیب **آبِ زم زم** مجھے ہو گا پینا (وسائلِ بخشش ص ۳۲۳)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۵۸﴾ پیاس کا بیمار اور آبِ زم زم کی بہار

ایک یَمَنی جو کہ اِسْتِسْقا (اِسْ۔تِسْ۔قا۔ یعنی پیٹ بڑھ جانے اور شدید پیاس لگنے) کے مَرَض میں مبتَلا تھا، یمن کے طبیبوں نے اسے لاعلاج قرار دے دیا تھا مکّۂ مکرّمہ زَادَهَا اللّٰهُ شَرَفًا وَّ تَعْظِيْمًا حاضِر ہوا، یہاں کے طبیبوں نے بھی معذِرت کر لی۔ **اللّٰہ** تَعَالٰی نے اس کے دل میں ڈالا کہ وہ **آبِ زم زم** پیئے

چُنانچِہ اُس نے خوب پیٹ بھر کر آبِ زم زم پیا، اور ربُّ الاَرْباب عَزَّوَجَلَّ کے فضل وکرم سے شفایاب ہو گیا۔ (ایضاً ص ۲۵۵)

تُو مکّے کی گلیاں دِکھا یاالٰہی
وہاں خوب زم زم پِلا یاالٰہی

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۵۹﴾ عطاؤں کا کُنواں سزاؤں کا کُنواں

مجاہِد بن یحییٰ بلخی فرماتے ہیں: ایک خُراسانی 60 سال سے مکّۂ مکرَّمہ زادَھَا اللہُ شَرَفًاوَّ تَعۡظِیۡمًا میں رَہتا تھا جو کہ بڑا عابِد و زاہِد شب زندہ دار شخص تھا، دن کو قراٰنِ کریم پڑھتا، ساری رات طواف کرتا۔ ایک نیک اور صالح آدمی اور اُس خُراسانی کے درمیان دوستی تھی۔ اُس صالح مَرْد نے اپنے خُراسانی دوست کو دس ہزار دینار بطورِ امانت دیئے اور سفر پر چلا گیا۔ جب سفر سے لوٹا تو پتا چلا اُس کا خُراسانی دوست فوت ہو چکا ہے، یہ اس کے وارِثوں کے پاس گیا اور اپنی امانت مانگی، اُنہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ اُس صالح شخص نے فُقہاءِ مکّہ مکرَّمہ سے اِس واقِعے کا ذکر کیا، اُنہوں نے فرمایا: ہمیں امّید ہے مرحوم خُراسانی جنَّتی ہو گا، تم آدھی رات کے بعد بِئرِ زم زم کے اندر جھانک کر اس طرح آواز دینا: ''اے خُراسانی! میں نے تمہیں امانت دی تھی۔'' وہ جواب دے دے گا۔ اس نے ایسا ہی کیا مگر زم زم کے کُنویں سے جواب نہ آیا۔ اُس نے پھر علماءِ مکہ مکرمہ سے

رابطہ کیا، اُنہوں نے اظہارِ افسوس کرتے ہوئے کہا: شاید وہ جنّتیوں میں سے نہیں ورنہ اس کی روح بِئرِ زم زم میں ہوتی، اب تم یَمَن میں بِئرِ برہوت پر جا کر اُسی طرح بُلاؤ۔ وہ کُنواں جہنّم کے کَنارے پر ہے وہاں جہنّمیوں کی رُوحیں ہوتی ہیں۔ چنانچہ یہ یمن پہنچا اور بِئرِ بَرہُوت میں جھانک کر آواز دی: ''اے خُراسانی! میں نے تمہیں امانت دی تھی۔'' وہاں روحوں کو چیختے سُنا، ایک سے پوچھا: تُو کیوں عذاب میں مبتَلا ہے؟ اُس نے کہا: ''میں ظالم تھا حرام کھاتا تھا مَلَكُ الْموت نے مجھے یہاں پھینک دیا ہے۔'' دوسری روح بولی: ''میں عبدُ الملک بن مَروان کی رُوح ہوں، ظُلم کی وجہ سے یہاں عذاب میں ہوں۔'' اُس مردِ صالِح کا بیان ہے: میں نے تیسری آواز سنی جو کہ مرحوم خُراسانی دوست کی تھی، میں نے پوچھا: تم یہاں کیسے؟ تم تو عابِد وزاہِد تھے! خُراسانی نے کہا: ''میری ایک معذور بہن تھی جس سے میں نے لاپرواہی اور قَطْعِ رِحْمی کی (یعنی رِشتہ توڑا) جس کی وجہ سے ساری عبادت تباہ ہوگئی اور مبتَلاءِ عذاب ہوں۔'' اُس نے پوچھا: میری امانت کہاں ہے؟ خُراسانی نے کہا: ''میرے مکان کے فُلاں کونے میں مدفون ہے جا کر نکال لو۔'' چُنانچِہ یہ مردِ صالح مرحوم خُراسانی کے مکان پر گیا، وہاں سے اپنی رقم نکالی اور پھر اُس کی بہن کے پاس پہنچا، اس کی ضَروریات پوری کیں، وہ خوش ہوگئی۔ مردِ صالح نے مکّۂ مکرَّمہ زادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا حاضِر ہوکر بِئرِ زم زم میں جھانک کر آواز دی، مرحوم خُراسانی نے جواب دیا: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ بِئرِ بَرہوت سے

نَجات مل گئی ہے اور اب بِئرِ زم زم میں اَمْن و چین سے ہوں۔ (بلدالامین ص ٩٨، ٩٩)

یا الٰہی ! رشتے داروں سے کروں حُسنِ سُلُوک
قَطْعِ رِحْمی سے بچوں اِس میں کروں نہ بھول چُوک

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿٦٠﴾ ہند سے یکا یک کعبے کے رُو بَرُو

ہِند میں موجود ایک گھاس کاٹنے والے بوڑھے صاحِب کو 9 ذوالحجۃُ الْحرام کے روز خیال آیا کہ آج یومِ عَرَفہ ہے، خوش نصیب حُجّاجِ کرام میدانِ عَرَفات میں جمع ہوں گے یہ خیال آتے ہی بوڑھے صاحِب نے ایک آہِ سرد دلِ پُر درد سے کھینچ کر نہایت حسرت سے کہا: اے کاش! میں بھی حج سے مُشرف ہوا ہوتا۔ قُدْوَۃُ الْکُبَرا، محبوبِ یَزدانی، حضرتِ سیِّدُنا شیخ سیِّد اشرف جہانگیر سَمنانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّورانی قریب ہی تشریف فرما تھے، آپ نے اُس کی حسرت بھری آواز سنی تو فرمایا: ''اِدھر آیئے!'' بوڑھے صاحِب قریب آئے، اب زَبان سے نہیں صِرْف دستِ مبارَک کے اشارے سے فرمایا: ''جایئے!'' اشارہ ہوتے ہی اس بوڑھے صاحِب نے ہاتھوں ہاتھ اپنے آپ کو مکّۂ مکرَّمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا کی مسجدُ الحرام میں عَین کعبے کے سامنے کھڑا پایا! انہوں نے جھوم جھوم کر طواف کیا، عَرَفات پہنچے اور دیگر مناسِکِ حج ادا کئے۔ جب ایّامِ حج پورے ہو گئے تو بوڑھے

مسجد خیف | مسجد جن | مسجد جعرانہ | مسجد نمرہ | مسجد غمامہ | مسجد جمعہ | مسجد شیخین
مقام ابراھیم | حجر اسود | غار ثور | غار حرا | جبل احد | محراب نبوی | منبر رسول

حاجی صاحب کے دل میں خیال آیا کہ اب اپنے وطن کس طرح پہنچوں گا! اِس خیال کا آنا تھا کہ اُنہوں نے حضرتِ سیِّدُنا شیخ جہانگیر سَمنانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّورانی کو اپنے سامنے کھڑا پایا، فرمانے لگے: ''جائیے!'' بوڑھے حاجی صاحِب نے جوں ہی سر اُٹھایا تو ہِند میں اپنے گھر کے اندر تھے۔ (لطائفِ اشرفی حصّہ ۳ ص ۲۰۲۔۲۰۳ بتصرُّف)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔ **اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین** صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

کیوں کر نہ میرے کام بنیں غیب سے حسنؔ
بندہ بھی ہوں تو کیسے بڑے کارساز کا (ذوقِ نعت)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۶۱﴾ انوکھا کوڑھی

حضرتِ سیِّدُنا ابوالحُسین دَرَّاج علیہ رَحمَۃُ اللہ الوھاب فرماتے ہیں: ایک سال میں اکیلا حج پر روانہ ہوا اور تیزی سے منزِلیں طے کرتا ہوا ''قادِسیہ'' جا پہنچا۔ وہاں کسی مسجد میں گیا تو میری نظر ایک مَجذُوم یعنی کوڑھی شخص پر پڑی۔ اُس نے مجھے سلام کیا اور کہا: ''اے ابوالحُسین! کیا حج کا ارادہ ہے؟'' اسے دیکھ کر مجھے بَہُت زیادہ کراہت (یعنی گِھن) محسوس ہورہی تھی لہٰذا میں نے بڑی بے رُخی سے کہا: ''ہاں۔'' وہ کہنے لگا: ''پھر مجھے بھی ساتھ لے چلئے۔'' میں نے دل میں کہا: ''یہ ایک نئی مصیبت آن پڑی! میں تو تندُرست لوگوں کی رَفاقت (یعنی

ہمراہی) سے بھی بھاگتا ہوں اور ایک **کوڑھی** مجھے اپنے ساتھ رکھنے کی فرمائش کر رہا ہے!'' میں نے صاف انکار کر دیا۔ وہ لجاجت سے بولا: ''آپ کی بڑی مہربانی ہوگی، مجھے ساتھ لے لیجئے۔'' مگر میں نے قسم کھالی: ''خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں ہرگز تمھیں اپنا رفیق (ساتھی) نہ بناؤں گا۔'' اُس نے کہا: ''ابوالحُسین! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ **کمزوروں کو ایسا نوازتا ہے کہ طاقتور بھی حیران رہ جاتے ہیں!**'' میں نے کہا: ''تم ٹھیک کہتے ہو مگر میں تمہیں ساتھ نہیں رکھ سکتا۔'' عَصر کی نَماز پڑھ کر میں نے دوبارہ سفر شُروع کیا اور صُبح کے وقت ایک بستی میں پہنچا تو حیرت انگیز طور پر اُسی **کوڑھی شخص** سے ملاقات ہوئی، اُس نے مجھے دیکھتے ہی سلام کیا اور بولا: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ **کمزوروں کو ایسا نوازتا ہے کہ طاقتور بھی حیران رہ جاتے ہیں!** اس کی یہ بات سن کر مجھے اس کے بارے میں عجیب وغریب خیالات آنے لگے۔ بَہَر حال میں وہاں سے روانہ ہوا، جب مقامِ ''قَرْعاء'' پَہُنچ کر نَماز پڑھنے مسجِد میں داخِل ہوا تو اُسے بھی وہاں بیٹھے دیکھا، اُس نے کہا: ''اے ابوالحسین! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ **کمزوروں کو ایسا نوازتا ہے کہ طاقتور بھی حیران رہ جاتے ہیں!**'' یہ سن کر مجھ پر رِقّت طاری ہوگئی اور میں نے بڑے ادب سے عَرض کی: ''حُضُور! میں **اللہ غفّار** عَزَّوَجَلَّ سے مُعافی کا طلبگار ہوں اور آپ سے بھی دَرگُزر کا خواستگار ہوں، مجھے مُعاف فرمادیجئے۔'' فرمانے لگے: ''یہ آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں؟'' میں نے عَرض کی: مجھ سے بَہُت بڑی غَلَطی ہوگئی کہ آپ کے ساتھ سفر نہ کیا، براہِ کرم!

مجھے مُعافی سے نوازتے ہوئے شریکِ سفر کر لیجئے۔ فرمایا: ''آپ مجھے ساتھ نہ رکھنے کی قسم کھا چکے ہیں اور میں آپ کی قسم نہیں تُڑوانا چاہتا۔'' میں نے کہا: اچھا! پھر اتنا کرم فرما دیجئے کہ ہر منزِل (پڑاؤ) پر اپنی زیارت کی ترکیب فرما دیجئے۔ فرمایا: ''اِنْ شَآءَ اللّٰه عَزَّوَجَلَّ۔'' پھر وہ میری نگاہوں سے اَوجھل ہو گئے اور میں بھی آگے بڑھ گیا۔ **اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ کے اس نیک بندے کی بَرَکت سے باقی سفر میں مجھے بھوک و پیاس اور تھکاوٹ کا اِحساس تک نہ ہوا۔ **اَلْحَمْدُ لِلّٰه** عَزَّوَجَلَّ مجھے ہر منزِل پر اس بُزُرگ کی زیارت ہوتی رہی یہاں تک کہ میں **مدینۃُ المنوَّرہ** زَادَھَا اللّٰهُ شَرَفًاوَّ تَعْظِیْمًا کی مُشکبار فضاؤں سے فیضیاب ہونے کے بعد **مکّۂ معظمہ** زَادَھَا اللّٰهُ شَرَفًاوَّ تَعْظِیْمًا پہنچ گیا۔ وہاں پر حضرتِ **سیِّدُ نا ابوبَکر کتّانی** اور **حضرتِ سیِّدُ نا ابوالحسن مُزَیِّن** رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہما سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ جب میں نے انہیں یہ **حیرت انگیز واقِعہ** سنایا تو اُنہوں نے فرمایا: ''ارے نادان! جانتے ہو، وہ کون تھے؟ وہ **حضرتِ سیِّدُ نا ابوجَعْفَر مَجذوم** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ القَیُّوم تھے، ہم تو دعائیں مانگتے ہیں کہ کاش! **اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ ہمیں اپنے اِس **وَلی** کا دیدار نصیب فرمائے۔ سنو! اب جب بھی تمہاری ان سے ملاقات ہو تو ہمیں ضَرور بتانا۔ دسویں **ذُوالْحِجَّۃِ الْحَرَام** کو جب میں نے **جَمْرَۃُ الْعَقَبہ** یعنی بڑے شیطان کو رَمی کی (یعنی کنکریاں ماریں) تو کسی شخص نے مجھے اپنی طرف کھینچا اور کہا: ''اے ابوالحُسین! **السَّلامُ علیکم**۔'' جیسے ہی میں نے پیچھے مُڑ کر دیکھا تو میرے سامنے وُہی

بُزُرگ یعنی حضرت سیِّدُ نا **ابو جَعْفَر مجذُوم** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَیُّوْم موجود تھے۔انہیں دیکھتے ہی مجھ پر رِقَّت طاری ہوگئی اور میں روتے روتے بے سُدھ ہوکر گر پڑا! جب میرے حواس بَحال ہوئے تو وہ تشریف لے جا چکے تھے۔ پھر آخِری دن طوافِ رخصت کرکے ''مقامِ ابراہیم'' پر دو رَکْعَت نَماز پڑھنے کے بعد میں نے جیسے ہی دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے اچانک کسی نے مجھے اپنی طرف کھینچا، دیکھا تو حضرت سیِّدُ نا **ابو جَعْفَر مجذوم** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَیُّوْم تھے، فرمانے لگے: ''ابوالحسین! گھبرانے یا شور مچانے کی ضَرورت نہیں! بے فکر رہیے۔'' میں خاموش رہا اور میں نے بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں **تین دعائیں** کی، اُنہوں نے میری ہر دُعا پر ''**آمین**'' کہا۔ اس کے بعد وہ میری نظروں سے اوجھل ہوگئے اور دوبارہ نظر نہیں آئے۔ میری **تین دعائیں** یہ تھیں، (۱) اے میرے پاک پَرْوَرْدْگار عَزَّوَجَلَّ! میرے نزدیک ''فَقْر'' ایسا محبوب بنادے کہ دنیا میں اِس سے زیادہ کوئی شے مجھے پیاری نہ ہو (۲) مجھے ایسا نہ بنانا کہ میری کوئی رات اِس حالت میں گزرے کہ میں نے صُبْح کے لئے کوئی چیز ذَخیرہ کرکے رکھی ہو۔ پھر ایسا ہی ہوا کئی سال گزر گئے لیکن میں نے کوئی چیز اپنے پاس ذَخیرہ کرکے نہ رکھی اور تیسری دعا یہ تھی: (۳) ''اے میرے پاک پَروَرْدَگار عَزَّوَجَلَّ! جب تُو اپنے اولیائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلام کو اپنے دیدار کی دولتِ عُظْمٰی سے مشرَّف فرمائے تو مجھے بھی اُن میں شامل فرمالینا۔'' مجھے اپنے ربِّ مجید عَزَّوَجَلَّ سے پوری اُمّید ہے کہ میری ان دعاؤں کو ضَرور پورا

فرمائے گا کیونکہ ان پر ایک ولیِّ کامِل نے ''**آمین**'' کی مُہر لگائی تھی ۔ (عیون الحکایات ص۲۹۱) **اللہ** عَزَّوَجَلَّ **کی اُن پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو** ۔ اٰمین بجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

ضُعف مانا مگر یہ ظالم دل
اُن کے رستے میں تو تھکا نہ کرے (حدائقِ بخشش شریف)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ایمان کی علامت

فرمانِ مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: ”ایمان کے ستّر سے زائد شُعْبے (علامات) ہیں اور حیا ایمان کا ایک شُعبہ ہے۔“

(مسلم، ص۴۵، حدیث: ۱۵۲)

978-969-722-139-4
01082101

DAWAT-E-ISLAMI
فیضانِ مدینہ، محلّہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی کراچی
UAN +92 21 111 25 26 92 0313-1139278
www.maktabatulmadinah.com / www.dawateislami.net
feedback@maktabatulmadinah.com / ilmia@dawateislami.net